هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ کا صحیح مفہوم

(فرمودہ ۱۶-جنوری ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی:-

الٓمّٓ- ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ- الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ- وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ- اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ لہ-

اور پھر فرمایا:-

مَیں نے پچھلے جمعہ میں بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی صداقت معلوم کرنے والوں کو یہ ثبوت دیا ہے کہ جو لوگ سچے مذہب کے متلاشی ہیں اور جو راستی کی تڑپ رکھنے والے ہیں وہ تمام تعلیموں کو دیکھیں اور جو ان پر عمل کرنے سے سُکھ یا دُکھ ملتا ہے اسے معلوم کریں، تو ان تمام تعلیموں میں سے قرآن کریم میں ہی ایسی تعلیم ملے گی جس کے احکام پر چلنے والا اور اس کی نواہی سے رُکنے والا ہی سکھ پائے گا اور جو اس کے خلاف کرے گا اسے دُکھ پہنچے گا- برخلاف اس کے اور جتنی تعلیمیں ہیں ان پر چل کر انسان سُکھ نہیں پاسکتا- یہ کتاب هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے- یہ کتاب متقیوں کو ہدایت دیتی ہے- متقی کون لوگ ہیں، متقی وہ لوگ ہوتے ہیں جو لوگ ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور خدا کی دی

ہوئی نعمتوں کو اس کے رستے میں خرچ کرتے ہیں اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کتابیں قرآن کریم سے پہلے اُتریں اور جو اس کے بعد الہام ہوں گے ان پر اور قیامت پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں- متقیوں کو یہ کتاب راستہ دکھلاتی ہے-

اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ کتاب جو پہلے ہی سے متقی ہے اس کو تو راستہ دکھلاتی ہے لیکن دیگر عوام الناس کیلئے پھر کونسی تعلیم ہے جو ان کی رہنمائی کرے ' کتاب تو وہ چاہیئے جو سب کی یکساں راہ نمائی کرے-اس قسم کے اعتراض کرنے والوں نے تدبر سے کام نہیں لیا-اگر وہ سوچتے تو ان کو معلوم ہوجاتا کہ ہرایک انسان جب اس سے پوچھاجائے کہ آپ کیا ہیں تو وہ اپنا اعلیٰ سے اعلیٰ دعویٰ ہی پیش کرے گا نہ کہ پہلے ادنیٰ درجوں کو گننے بیٹھ جائے اور بعد میں بتلائے کہ مَیں یہ ہوں- مثلاً اگر کوئی کسی تحصیلدار سے سوال کرے کہ آپ کون ہیں تو وہ یہ نہیں کہے گا کہ مَیں پہلے پٹواری یا گرداور تھا- پھر نائب تحصیلدار پھر اب تحصیلدار ہوں بلکہ وہ یہی کہے گا کہ مَیں تحصیلدار ہوں- اسی طرح جب کوئی کسی ڈاکٹر سے سوال کرے کہ آپ کون ہیں تو کیا وہ پہلے یہ کہے گا کہ مَیں نے پہلے پرائمری پھر مڈل پھر انٹرنس پاس کرکے پھر مَیں نے ڈاکٹری کی جماعت پڑھی اور اب مَیں ڈاکٹر ہوں- اسی طرح اگر کوئی ایم-اے سے پوچھے تو وہ پہلے ہی آپ کو ایم-اے بتلائے گا نہ کہ جماعتیں گننے بیٹھے گا- اسی طرح قرآن کریم کی تعلیم ہے یہ ہرایک کوہدایت دے سکتی ہے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا یا کسی طرح کا ہو-

میدانِ مذاہب میں اسلام نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا ہے- اس پر یہ سوال ہوسکتا تھا کہ تمہاری کیا خصوصیت ہے جو ہم تمہیں اختیار کریں- دکانوں والے اپنی دکانوں کے سامنے سائن بورڈ لگادیا کرتے ہیں اور وہ اس پر اپنی اپنی خصوصیات لکھ دیتے ہیں- کوئی لکھتا ہے کہ یہاں سے مال عمدہ اور ارزاں ملے گا- کوئی لکھتا ہے یہاں سے دیسی مال مل سکتا ہے- کوئی لکھتا ہے کہ یہاں سے اعلیٰ درجہ کا اور دیرپا ولایتی مال ملے گا- غرض اسی طرح ہرایک کوئی نہ کوئی اپنی خصوصیت لکھ دے گا- گاہک بھی کسی خصوصیت کی وجہ سے ہی وہاں آئے گا- اسی طرح مذاہب میں جھگڑا ہے' ہرایک اپنے آپ کو سچا کہتا ہے- اسلام میں کونسی خوبی ہے کہ جو یہ ایک نیا مذہب پیش کیا جاتا ہے- کوئی ایسی خوبی ہونی ضروری ہے جو پہلے مذاہب میں سے کسی ایک میں بھی نہ ہو- اگر پہلے مذاہب اور اسلام میں کوئی فرق نہ ہو تو کسی کو کیا ضرورت ہے کہ

وہ اپنا مذہب ترک کرکے اسلام میں داخل ہو۔

قرآن کریم کے شروع میں ہی اس سوال کو حل کردیا ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ تمام مذاہب کی آخری بات اور آخری معیار یہ ہے کہ وہ انسان کو متقی بنادیتے ہیں۔ ہندو ہو یا عیسائی' یہودی ہویا کوئی اور یہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہمیں مان لو تو پاک ہوجاؤ گے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت کیا ہے۔ سب مذاہب والے یہی کہیں گے کہ اس کا نتیجہ تمہیں آخرت کو چل کر معلوم ہوجائے گا' فی الحال تمہارے لئے مان لینا ہی کافی ہے۔ قبول کرلینے کی غرض تو یہ ہے کہ مولیٰ راضی ہوجاوے۔ آخرت میں جاکر اگر معلوم ہوا کہ یہ راہ جس پر ہم چلتے تھے وہ غلط تھی تو اس وقت پھر کیا فائدہ ہوگا۔ وہاں سے تو انسان واپس نہیں آسکتا کہ واپس آکر دوسرا صحیح طریق اختیار کرلیوے۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ مَیں صرف متقی ہی نہیں بنادیتا بلکہ مَیں ہدایت دیتا ہوں اور ایک دروازہ کھول دیتا ہوں جس سے متقی بننے کے ثمرات سے اسی دنیا میں متمتع ہوسکتے ہیں اور پھر متقی سے آگے جو بلند درجات ہیں وہ حاصل ہوتے ہیں۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی اعلیٰ افسر ہو اور ایک آدمی اس کو ملنا چاہتا ہو۔ تو اس آدمی کو ایک آدمی تو کہتا ہے اس کے دروازے تک مَیں پہنچا سکتا ہوں اور دوسرا ایک آدمی ہے جو اسے کہے کہ مَیں آپ کو اندر اس کے پاس پہنچا سکتا ہوں اور اس سے ملاقات کرواسکتا ہوں۔ تو وہ ان دونوں میں سے کس کی بات مانے گا وہ اس کی بات مانے گا اور اسی کے ساتھ ہولے گا جو اسے اس کے ساتھ ملادینے کا وعدہ کرتا ہے اور اندر لے جائے گا۔ تمام مذاہب کا دعویٰ یہی ہے کہ ہم دروازے تک پہنچادیں گے مگر اسلام صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ مَیں دروازے تک پہنچادوں گا بلکہ وہ اندر لے جانے کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا سے ملادینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اسلام پر چلنے سے تمہیں اسی دنیا میں معلوم ہوجائے گا کہ اللہ تم پر راضی ہے۔

متقی جو اپنی طرف سے تمام نیک اعمال میں کوشش کرتا ہے اور تمام کاموں میں اللہ کی خشیت مدنظر رکھتا ہے' اپنی کوشش ختم ہونے کے بعد پھر یہی باقی رہ جاتا ہے کہ دوسری طرف سے کوشش شروع ہوجاتی ہے۔ پس اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرکے جو اسلام کے دروازے تک پہنچ جاتے ہیں یہ کتاب انہیں محبوب سے ملادیتی ہے۔ ہر زمانے میں اسلام میں مجدّد اور امام آتے رہے ہیں اور تمام مذاہب میں سے کسی ایک میں ایسا نہیں پایا جاتا۔ کوئی آدمی کسی کی دکان میں جائے تو اگر وہ اپنی مطلوبہ چیز اس دکان میں نہ پائے تو وہ وہاں داخل نہیں ہوتا

جس دکان میں اس کی مطلوبہ چیز پائی جائے گی وہ اسی دکان میں داخل ہوگا۔تمام مذاہب نے خدا کے حضور پہنچادینے سے انکار کیا ہے۔ صرف اسلام کا ہی یہ دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے حضور پہنچادیتا ہے اس کی تصدیق ہم دیکھتے ہیں ہر زمانے میں ہو رہی ہے اور ہر زمانہ میں خدا کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کیلئے اس کے بندے آتے رہتے ہیں۔ کوئی آدمی اگر ایسا ہے کہ وہ بی۔اے کو پڑھاسکے تو وہ الف با بھی پڑھاسکتا ہے۔

اسی طرح هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ تک پہنچاسکتا ہے تو کیا ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو ادنیٰ باتیں یہ نہیں سمجھاسکتا اور ان کو ہدایت نہیں دے سکتا۔اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دعویٰ میں بھی بڑھ گیا اور یہی لوگوں کی غرض کو پورا کرنے والا ہے اسی وجہ سے تمام مذاہب پر فائق ہے۔ اور بھی بہت سے دلائل ہیں وقت چونکہ تنگ ہے اس لئے آج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ پر ہی بس کرتا ہوں۔

(الفضل ۲۱-جنوری ۱۹۱۴ء)

---

[1] البقرة:۲ تا ۶